
سنہ ۱۹۳۱ء
LUCKNOW
OUDH PUNCH

پانچسو روپیہ انعام

ساٹھ کی بنائی ہوئی سفید کو [illegible] برس کی عجیب [illegible]

تین روز میں پیدا ہو آرام

اگر آپ [illegible] میں - [illegible] - اشتہار [illegible]

کا علاج کرکے [illegible] حاصل کریں [illegible] دوائی کا استعمال

کرکے صحت حاصل کریں۔ [illegible] کرکے [illegible]

سو روپیہ انعام [illegible] کا ٹکٹ [illegible]

قیمت صرف دو روپیہ ہے (ص)

اکمل کشور سام نمبر ۲ پوسٹ کنٹری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ [illegible] اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد [illegible] ٹکٹ [illegible] بھیجئے وی پی اور منی آرڈر [illegible] ہے

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائشیں بھیجئے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اس میں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

چند درسی نظم کتابیں

ان کتابوں میں [illegible] کا [illegible] ہے

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] مذہب [illegible]

بچوں کے کلام [illegible] ایک نظم [illegible]

بچوں کے کلام [illegible] کتاب [illegible]

بچوں کو [illegible] قیمت ۲ر

دبستان [illegible] صفحات کا مجموعہ مختلف بحروں میں اخلاقی

نتائج [illegible] قیمت ۱۲ر

[illegible] قیمت ....

سلیس نظمیں [illegible] کی نظمیں [illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

المشتہر

ناظم انصاری ایجوکیشنل بک ڈپو بمبئی نمبر ۳

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں [illegible] اودھ پنچ [illegible] سنجیدہ مضامین کی طرح [illegible] قابل [illegible] کرتے ہیں اور اودھ پنچ صرف [illegible] ظرافت پر قائم [illegible] مضامین سے بے نیاز ہے

(۲) قیمت کی زیادتی [illegible] عزیز ہے [illegible] کی [illegible] اخلاقی و سیاسی [illegible] انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ [illegible] ایسے جواہر پائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) ہر ایک شاگرد ان مدارس کے ساتھ [illegible] صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جا سکتی [illegible] بشرط [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ [illegible] شرط ہے۔

(۳) طالبان [illegible] قیمت کا [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت [illegible] اپنے نام ایک سال [illegible] اودھ پنچ کی قیمت جاری کرواتی ہیں [illegible] کوشش سے فائدہ اٹھائیں [illegible] اخلاق [illegible] ہے

(۴) [illegible] صاحب [illegible] ہیں۔ [illegible] کا ذکر [illegible] ہوتا ہے لیکن [illegible] اشاعت کے عقب میں [illegible] کے نام ضرور آتے ہیں۔ [illegible] کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے [illegible] منیجر [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] حضرات [illegible] ملاحظہ فرمائیں [illegible] مقصود نہیں ہے لہٰذا [illegible] تساہل نہیں ہوتا۔

(۵) [illegible] مضامین اودھ پنچ کی [illegible] پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں [illegible] کسی شخص یا قوم کی تنقیص [illegible] جو حضرات خریدار ہیں [illegible] خریداری نمبر [illegible] لکھا جاتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۳ نمبر ۲۰

مضامین

۱۴ ارجون سنہ ۱۹۳ء

معروف اسکافی کا قصہ

(بسلسلۂ گزشتہ)

معروف ۔ جناب مجھے تو اس قسم کے سائل کو اوس کرنے کی عادت نہیں ۔

ملک التجار ۔ تو پھر ؟

معروف ۔ تو پھر یہ کہ میں ہوں غریب الوطن ۔ میں (بوجہ مال تجارت) ابھی نہیں آیا ہزار اشرفی کی حقیقت ہی کیا ہے اگر کوئی شخص میرا اعتبار کرے تو مال آجانے کے وعدے پر ہزار اشرفیاں قرض دے ۔ جب مال آجائے گا تو ایک کی جگہ ہزار دینے کا میں وعدہ کرتا ہوں ۔ سچا ہے کپڑا لیجیے یا ہے جواہر لیجیے چاہے چاندی لیجیے چاہے سونا لیجیے ۔

علی سوداگر کی ساکھ پر شاہ بندر و ملک التجار نے ہزار اشرفیوں کا توڑا حوالے کیا اور وہ بھی شام تک نذر فقرا ہوگیا ۔ شام کو علی نے دعوت کی تھی تمام سوداگر محفل میں بیٹھے ہوئے تھے باتیں ہو رہی تھیں ۔

ایک سوداگر ۔ ہمارے بادشاہ کے خزانے میں سو مثقال وزن کا ایک ہیرا ہے ۔

معروف ۔ ایسے ایسے ہیرے تو میرے پاس بارہ ہیں میرے سامان کی ٹوپی ایک ڈال ہیرے کی ترشی ہوئی ہے ۔ مال آنے دیجیے میں آپ کو ایک بڑا تخت ہیرے کا دکھاؤں گا ۔ مال آنے کی کسر ہے ۔

دوسرا سوداگر ۔ پرسوں میں نے چار لاکھ روپے کا ٹھیک لعل خرید کیا ۔

معروف ۔ میری کنیز کی کھڑاؤں ایک ڈال لعل کی ترشی ہوئی ہے اور لعل مرحوم کے شہنشاہ کا حصہ مسلم یاقوت زمانی کا ترشا ہوا تھا ۔ مال آنے دیجیے

دنیا احمقوں سے خالی نہیں سمجھو کہ بیس روز تک ہمارے دوست میاں معروف بازار کے تاجروں سے ساٹھ ہزار اشرفیاں قرض لے کے سخاوت کا دریا بہاتے رہے ۔ مال ۔ آج آتا ہے کل ۔ علی سوداگر کا حال ابتر کہ بیٹھے بٹھلائے کیا آزار مول لیا ۔ سوداگروں میں سرگوشی ہونے لگی کسی نے دو ہزار اشرفیاں قرض دی تھیں کسی نے چار ہزار غرضیکہ ماجرا یہ کہ جب علی سوداگر نے میاں معروف کو اس بے اعتدالی سے روکا تو اس بھلے مانس نے علی کو بھی یہی جواب دیا ۔ کچھ پروا نہیں مال آنے دو سب ادا کر دوں گا ۔ حتی حتی العطاء ۔

علی سوداگر ۔ دیکھو تم مجھے بھی فقرہ دیتے ہو ۔ کیسا مال اور کیسا مال ۔ کیا تم نے مجھ سے اقرار نہیں کیا تھا کہ اپنی جورو کے ڈر سے تم بیک بینی و دو گوش یہاں بھاگ کے آئے ۔

معروف ۔ اونہہ ۔ مال آنے دو ۔ یہی ساٹھ ہزار اشرفیوں کی حقیقت ہی کیا ہے ۔ ابھی میں کو شہر بھر کو سونے چاندی جواہر سے بھر دوں گا ۔ مال آنے دو ۔

علی ۔ تو کیا واقعی تمھارے پاس مال بھی ہے ؟

معروف ۔ بہت ۔

علی ۔ میں نے تمھیں ٹھکانا دیا اور تم مجھی کو سبق دیتے ہو ؟

معروف ۔ بک بک نہ کرو ۔ مال آنے دو ۔

علی کو غصہ آیا کہ عجب وہمی آدمی ہے کہنے لگا ۔ رہو بچا ۔ دیکھو کیا تماشا دکھاتا ہوں ۔ مگر دل نے کہا کہ تو ہی نے تو ان تاجروں کو معروف کے صاحب مال ہونے کا یقین دلایا تھا ۔ اب کس منہ سے کہے گا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور بندہ بھی اسکے جھوٹ میں شریک تھا ۔ دوہرا جھوٹ مناسب نہیں ۔ جب قرض خواہوں نے بہت عاجز کیا تو اس نے سمجھایا کہ سنو بھائیو اس مرد مسافر کے ذمہ ایک ہزار اشرفیاں میری بھی ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ یہ اپنے وقت کا قارون ہے میں نے تم سے کبھی قرض دینے کی سفارش نہیں کی تھی جو تم میرا دامن تھامتے ہو اگر تمھیں صبر نہیں تو کچہری کا دروازہ کھلا ہوا ہے جاؤ بادشاہ کے حضور میں عرضی دو وہ انصاف کرے گا ۔ آخر سوداگروں کا جتھا شاہ کی خدمت میں پہنچا کہ دہائی ہے بیداد ہے فریاد ہے ۔ قافلہ شاہ جہاں پناہ نے سامنے طلب کیا اور قصہ پوچھا ۔ حال سن کر منہ میں حضرت کے بھی پانی بھر آیا سوچے کہ تاجر کی یہ ہمت نہیں کوڑی کوڑی جوڑ کے روپیہ جمع کرنے والے کا اتنا حوصلہ نہیں ہو سکتا کہ مٹھیاں بھر بھر کے زر بخشے

گھٹائے اور افسوس نہ آئے۔ جو شخص کہ بس کا خانوادہ ہے قافلے سے آگے بڑھ کے لکھنؤ یہاں چلا آیا۔ تو پیچھے مال یہاں پہنچ آتا ہوگا۔ اگر یہ شخص کنگال ہوتا تو پیچھے ہو کے مال دلّی گیا تھا۔ صاحب مال جو ہوتا تو سوداگری کا ڈھیر پھیلاتا۔ دوسرے پر کر سکتا اتنا مطمئن نہیں ہوجیتا چلتن ہے۔ لوگ قیمتی مال کا نام لیتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے۔ یہ ہمت ہی ہو سکتا ہے کہ خاطر آئے آنے میں لمبا جب سے دیر ہو گئی ہو ابھا آج نہیں تو کل سہی پہنچ رہا ہے۔ دن میں حال کھل ہی جائیگا اگر اس کا مال تجارت شہر میں آگیا تو قرضخواہ ایک ایک کے چار چار وصول کر لیں گے۔ دانائی یہ ہو کہ ہو وقت اس مرد غریب الوطن کی مدد کروں اور جو منفعت قرضخواہوں کو پہنچنے والی ہے وہ خزانہ سرکاری کو پہنچے غرض واقعات سن کے شاہ نے وزیر سے مشورہ کیا۔ وزیر نے سب عرض رسا چاہا کہ خداوند کیسا مال کہاں کا مال۔ یہ شخص نری جیلیان مکار ہے جتنا آیا ہے وہ مروں کے بھرتے پر سخاوت دکھا کے تاریک شب میں ایک روز منھ کالا کرے گا۔ موقت قرضخواہ سر پر ہاتھ دھر کے رو ئیں گے منت میں حضور بدنام ہونگے۔ حقیر کی رائے ناقص تو یہ ہے کہ اس مکار کو بندی خانے بھیجے کا حکم میں یا دار ڈلوا دیجئے۔ اگر کوئی حل گیا اور نتیجہ خاطر خواہ ظاہر ہوا کر عذر کر لیا جائے گا۔ ورنہ کمبخت بچے کی سزا پائے گا۔"

حضور کے حرم میں لایق کا جن سوا تھا۔ بگڑ کے فرمایا کیا بک مارتا ہے۔ مکار کی یہ صورت نہیں ہے۔ مروّت انسان بے فائدہ گر نہیں کرتا۔ بھلا لوگ

کنگلوں کو قرض دے دے کے اپنا مال برباد بھی کوئی کرے گا۔ ہم جناب نے تو پایا نک ارادہ کر لیا ہے کہ شہزادی کی شادی بھی اسی کے ساتھ کر دیں گے۔ صورت شکل بھی اچھی ہے سیرت بھی نیک ہے۔



اشک در چشم و طپانچہ در دست چہ حل

"یہ ہیہ ہائے ہائے۔ مار ڈالا اب میں مار ڈالوں گا۔"

وزیر نے یہ سن کے گردن جھکائی مگر نمک حلالی کی نے کہنے لگا۔ پروردگار دید ہو چشم۔ بادشاہ سلامت نے ارشاد کیا: "خیر میاں اس کا ابھی امتحان لیتا ہوں اسے کوئی ہے۔ ذرا کوئی تو جا کر۔۔۔ میاں معروف کو تو جانچ"

پر خاک سے معروف حاضر دربار ہوئے۔ بادشاہ خود بیچ اس تواضع کے ساتھ ملا یا اور یوں کلام کی ابتدا کی۔

شاہ:- معروف آپ ہی کا اسم گرامی؟

معروف:- جی ہاں یہی ہے اللہ نام معروف نام ہے۔

شاہ:- اور وسیلہ کیا ہے؟ یہ سچ ہے کہ آپ نے ساتھ سے زیر خرچیاں یہاں کے سوداگروں سے قرض لیا؟

معروف:- جہاں پناہ کو خبر ہو چکی وہ بالکل صحیح ہے۔

شاہ:- تو پھر یوں کیسی تعمیر سے آپ ادا نہیں کرتے؟

معروف:- مال آتے ہی خود لینا دیا گیا شمار وہ مثل ایک سے عرض بیجا ادا کروں گا۔ ان لوگوں نے مجھ غریب الوطن پر یہ احسان کیا ہے کہ مساکین اور غربا کے سامنے مجھے کھسیانا اور ذلیل نہیں ہونا پڑا۔ مگر ابھی تک مال نہیں آیا۔"

شاہ:- خیر انشاءاللہ وہ دن بھی قریب ہے۔ میں نے آپ کے اوصاف حمیدہ کا حال سنا تو آپ کو سامنے طلب کیا۔ اصل غرض یہ ہے کہ میرے پاس ایک موتی ہے۔ اسے دیکھیے اور اسکی قیمت کا اندازہ لگائیے۔

شاہ نے چڑیا کے انڈے کے برابر ایک موتی نکالا۔ موتی ظاہر نہایت خوش قد گول آبدار تھا مگر میاں معروف کے نزدیک اسکی حقیقت ہی کیا تھی انھوں نے اعتنائی کے چٹکی میں موتی پکڑ کے دس ذرے مسلا کہ پانی کے بلبلے کی طرح وہ چکنا چور ہو گیا۔ پھر عرض کی:- خداوند یہ ہرگز موتی نہیں بھلا موتی کہیں اتنا بودا؟ درحقیقت یہ ایک چیز قدرتی ہے جیسے لوگ موتی کے دھوکے فرنگ کے ساتھ وغیرہ کرتے ہیں۔ اسکی قیمت زیادہ سے زیادہ، مگر بڑا فرق ہے۔

بادشاہ نے وزیر کی جانب دیکھا جو کہ نہایت چالاک تھا
میں نے بھی اس کی قیمت ایک کروڑ روپے ہے مگر افسوس آپ نے
اسے نہ پرکھا۔

معروف۔ حضور آئینہ خانہ اس بے حقیقت گوہر سے
جگمگا اٹھا۔ حضور میرے نزدیک یہ موتی ہی نہیں
جس کا قد چند یا اخروٹ سے کم ہو پھر حل آئے کی کیا
کر دی اسے کہتے ہیں۔ جو خدا داد نور کی نگاہ رعایت
کرتا ہو اسی سے۔ وہ بیچارے سعدی ہیں جو دنیا
کی طرح ایک حقیر ذلیل مسئلہ چیز کو دیکھتے اور گلیے سے
لگاتے رہتے ہیں۔ ایسے ایسے سنیات میرے یہاں
ٹھوکروں میں پڑے رہتے ہیں۔ میرے غلام بھی ان
پر تھوکتے۔ اصل وہ قطرہ موتی اور جیسا کہ انڈے
کے برابر ہے جس میری نگاہ میں تو بیحقی سا کچھ
جسے قدر ہے کہ خربوزہ کے برابر ہو۔ حضور جنہیں
نہیں۔ موتی تو خیر گزر خربوزے کے مانند میرے گھر میں
کوئی پانچ اسے یاد ہے۔ وزیر موتا ماس پڑے وزہ
موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آج نے ستایا کرو گی
تو جیسے مرغ کے برابر کئی دانے ہر وقت کے مہیا کر دوں گا
وزیر صاحب حقارت سے نگراں ہیں اسی کا خیال
انشاءاللہ یہ تصویر تو تیرے دل جائے گی حق بھی
الحفظ۔ اسباب تجارت کے نظر آئیں۔

اس بے باکی سے میاں معروف نے گفتگو کی کہ
بادشاہ کی رگ رگ میں بیاں کی بجلی کی طرح دوڑنے
لگی کئی مرتبہ آنکھ اٹھا کر ان میں گلیاں تھوکیں۔

بادشاہ۔ کیا میں امید رکھوں کہ چند جنس وغیرہ
ملا ہے آپ مجھے مناسب قیمت پر عنایت کریں گے؟
معروف۔ یہ حل آپ لیجئے قیمت کا ذکر ہی کیا ہے
یہ بھی حضور کا اور میری ملک بھی۔ دل تو جب ہی
بیچا کرے جب کوئی چیز بازار موجود نہ ہو۔ سودہ و سو
موتی نکال لے جانے سے میرا خزانہ کم نہیں ہو سکتا ہے
شمس پیچھے کے پیچھے لگے نہ ہر تائیر
کہیں چڑیوں کے چرچے پہ لگتا ہے دریا گنتا ہے شعر لا شعر
بادشاہ۔ اس وقت تو خوش کی تھی نہ نوش کر لئے
پھر بادشاہ سلامت نے دہرے دار سوداگروں کو ڈنٹ
بتائی کہ دیکھی زیادہ بہتری ٹھیک غیر تو آن

بیں سنگ طلبی کی سخت مذمت اور حماقت ہے۔
ایک مرد شریف کی زبان کا اعتبار کر کے تمہیں قبل
معاملت کے یہ امور بھی لینے چاہیے تھے۔ اب ساتھ
کھانے کے ذات پوچھنا بیکار ہے۔ اور یہ حل آپ لیجئے
پھر انشاءاللہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے اور ہم بھی میں
بھی خوش ہو جاؤں گا۔ بادشاہ نے وعدہ کیا
معروف نے قرض کا اقرار کیا۔ مدت گزرنے کے بعد آپ
(تقریبا ایک کے دو سالہ) مطالبہ تری کی طرح کوتاہ
محسوس ہوتی تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ طویل تھی وہ
اتنی طویل جس کو قیامت کی قوم سے نقشی۔ وہی
حل دو بجے اور ہو سکے رجاء حل کے شاید ایک
بیماری) میں فرق ہی کیا ہے۔ بوجہ یا ذخیرہ تجارت
پہ ہوتا تو جنگ آجاتا۔ ہو سکے میں اگر حقیقت
کا شائبہ نظر آتا تو رجاء دامن میں ٹی ہوئی پاس
کرتا ہوا بچ رہا پچھے ہوتے ہاتھ مارتا، انگوٹھے
چوستا ہوتا۔ دامن وہ قطرہ چند انفلاحر بھی عجیب
شے ہے کہاں تو غیر معین جگہ کا ذہنی اور خیالی
اور کہاں انسان کی گول میز کا تفریس یا ہوا دماغ
آسیوں کا بوجھ۔

خوش و خرم دونوں کو ٹیٹ گئے۔ بادشاہ سلامت
نے وزیر کو حکم دیا : شنشاہ۔ اس کو غریب کی خاطر
خبردار خدمت میں قصور نہ ہونے پائے حل آیا اور تو
بھی تمام دن بنائیں بھی انعام دوں گا اور معروف
بھی نہال کرے گا۔ اور ہاں جہاں تک ہو سکے
شاہزادی کے ساتھ نکاح کرنے پہ راضی کرو
وزیر یہ سن کر خوشامد کیے کہ عرض کروں۔ اپنی
جان کی قسم یہ شخص نکاح قال کھلوا کے دیکھ لیجئے
دیکھئے پھر حل شاہ کو نجانے کیا حکم دیتا ہے؟

شاہ ختیان ختن کے صدر دیجان میں ایک
ہی موتی تھا جس طرح شاہ انگلستان کے تاج کو شوکت
میں ہندوستان کا جوہر فرد۔ پہلے وزیر نے اپنی
رسم دست و داری پیش کی تھی جسے ختیان ختن
کے بادشاہ نے منظور کیا۔ شہزادی نے اب جو
وزیر نے معروف کی نسبت بڑی رائے ظاہر کی تو
شاہ ختیان ختن نے اسے حسد پر محمول کیا۔ اور کہا

وہ جب رواروی حرام ہو جاتا ہے کہ شاہزادی یا
تو بن بیاہی بیٹھی رہے یا پھر تیرا حل یاد کرے۔
بس بہتر یہی ہے کہ حکم کی تعمیل کر۔ دیکھا تو نے!
موتی کو دیکھتے ہی سرخ شے کیسے اگر اور کتنی جلد اسے
پہچان لیا۔ سچ ہے ؎

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

خیرہ جوہری ہے اس میں کلام نہیں اور جوہری ہے
تو جوہر شناس بھی ضرور ہوگا۔ شہزادی اس کے
پہلو میں بیٹھ کے یقیناً خوش ہوگی۔ دیکھا اب جو
تو نے معروف کے خلاف زبان ہلائی تو مجھ سے
برا کوئی نہیں۔

وزیر دل ہی دل میں ہنسا اور کہنے لگا۔ اچھے
کیا جو آگ کھانے گا انگارے ہگے گا۔

میاں معروف یہ نے دوست علی سوداگر کے گھر
سے اٹھ کے شاہی مہمان بن گئے۔ وزیر کو میزبانی
کی خدمت سپرد کی گئی۔ مگر انشاءاللہ معروف! کبھی
بہت نادار اور بھی مادہ وہی چیتون وہی الحیا
وہی سکون۔ وہی "حق تعالیٰ" کا ورد
وہی "بہت بہت" کا وظیفہ۔ گویا ہر تاج
کے خزانے کی کنجی اسی شخص کے ہاتھ میں ہے۔ یا نظر
درحقیقت کیمیا اثر ہوگئی ہے کہ مٹی کی جانب دیکھتا
ہے تو سونا اور ہیرا بن جاتی ہے وہ چار دن مہمانی
و ضیافت میں گزر گئے۔ چند روز کے بعد وزیر نے
سر تیغ دیکھ کے معروف سے کہا۔

سوداگر صاحب۔ آپ جانتے بھی ہیں کہ جناب
شاہی کو آپ کی ذات سے کس درجہ الفت ہے۔
حق تو یہ ہے کہ جو شخص اتنے بڑے حل کا مالک ہو
اس کا محبوب مطلوب نہ ہونا عجیب ہے؟

معروف۔ جناب کا ارشاد کسی قدر صحیح ہے۔ یک
غریب الوطن تازہ وارد کی طرف ایسا التفات جناب
شاہی کے انتہائی حسن خلق کی دلیل ہے۔ جن کو
خدا نے مرتبہ دیا ہے ان کا خلق ایسا ہی ہونا چاہئے
انشاءاللہ جب حل دارد ہوگا تو میں ایسے
تحائف پیش کروں گا کہ چشم فلک خیرہ ہو جائے گی
آنے دو ریبہ اجل ہے۔

وزیر: تفصیل میں دیر نہ لگے گی۔ سنیئے سوداگر صاحب علی اشرف کے شکر کے سلسلے میں ایک جوڑا پایاب ہے جس کا حسن و جمال میں نظیر نہیں۔ جناب سلطنت مآب کو منظور ہے کہ آپ اس جوہر بے بہا کے مالک ہوں اور دامادی شاہی کا فخر حاصل کریں۔

معروف۔ اس امر میں تو کوئی مضائقہ نہیں مرحمت مناسب ہے گر جناب وزارت پناہ حتی الوسع یہ خیال کریں کہ ایک شہزادی کا مہر بھی اس کے مرتبے کے موافق ہونا چاہیے اور میاں ابھی تک میں نہیں آیا۔ ہاتھ دست خالی ہے حالانکہ مال میرے پاس بہت ہے میں چاہتا ہوں کہ دس ہزار دو دانے زر سرخ بطور مہر خزانہ شاہی میں داخل کروں۔ اور کوئی ایک ہزار تو دانے کھانے پینے میں صرف ہوں گے۔ بہتر ہے جو غریب غربا فقیر مسکین کا پیٹ بھرنا بھی واجب ہے ایک ہزار تھیلیاں رکھے ہیں جو مسکرا رہی ہوں گی۔ دیکھئے علاوہ خدام شاہی بھی مستحق انعام ہیں بھلا کچھ نہیں دو ہزار تھیلیاں تو ملازمین پر تقسیم ہوں۔ پھر آخر کو اکرم ایک کنیز تھیلیاں الماس کی نذر شاہی کے لیے ہوں ان پر تو سب سے ہزار دست بستہ لباس زریں سے کم کنیزان شاہی کے لیے نا کافی ہوں گے۔ انکا خلعت لازم ہے۔ لباس کے ساتھ زیور بھی بقدر مراتب ضروری ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ شہر کے ننگوں کو پوشاک بھی بانٹوں۔ بھائی بغیر ان کے آئے دعا بھی منہ سے نہیں پڑھ سکتی۔ اگر خالی خولی نکاح ہو گیا تو میں جان کے آنے تک ان لوگوں سے شرمندہ ہوں گا بھائی سب کیجئے حتی الحصول۔

معروف صاحب کی تقریر دلپذیر وزیر با تدبیر نے شاہ والا کی خدمت میں نقل کی

بادشاہ: دیکھو حیثیت۔ دولت جرات و ہمت۔ اب بھی تو یہی کہے جائیگا کہ یہ شخص جعلیا ہے۔

وزیر: حضور سلامت یہ کہہ تو رہے ہیں۔ مگر کب زبان پر جاری رہے گا۔

بادشاہ: چپ رہو بک حرام۔ حاسد۔ اب جو یہ کلمہ زبان سے نکالا تو گدی سے زبان کھنچوا لونگا۔ جا معروف کو ساتھ لے کے آ۔ میں خود اس سے بات چیت کرونگا۔

وزیر معروف کو ساتھ لے کے آیا۔

بادشاہ: اے فرزند تم کیوں اس فکر کو بیٹھے ہو مگر نہیں سمجھتے یہاں بھی خدا کی عنایت سے کسی چیز کی قلت نہیں۔ یک ہی دست کی لکڑی ہے۔ مال متال جو کچھ ہے وہ اسی لڑکی کا ہے میں قرب تر نے نصیب جانا لڑکی صورت ذات ہے۔ مہر میرے اس کا مال اور اس کے باپ کا مال تمہارے اختیار میں رہے گا۔ جو کل ہونا ہے وہ آج ہی کیوں نہ ہو جائے۔ تم نہا کپڑے پہنو۔ کیا دستور کے آگے میں دو بول پڑھوا دیتا ہوں۔ جب خدا تمہارے حال کرا دیگا تو پھر تم ہر کا بدلا کر لے جانا اپنے دل میں پشیمان نہ ہو۔

پہلے صاحب شیخ الاسلام کو حکم ہوا کہ تشریف لائیے دو بول پڑھانے کا فرض ادا کیجئے شیخ صاحب عبا قبا جبہ پہنے دستار سر پہ ہاتھ میں تسبیح لیے درمیان میں آ کے تشریف لائے چپ لگی چلا بیاہ۔ نقارے پر چوٹ پڑی۔ مبارکباد مسعود باد کا غلغلہ برپا ہوا میاں معروف نے توڑوں کے منہ کھول دیے۔ جل بجا خوشی لٹانی شروع کر دی۔ کوئی متنفس نہیں جو محروم رہا ہوگا۔ تمام رعیت شاہی کا دل میاں معروف نے موہ لیا۔ اسی طرف سے زر سرخ و سفید کے بجرے فقیروں کی جانب سے دعاؤں کے بجرے چلنے لگے۔ میاں

نمبر مقدمہ ۱۶۹ ۔۔ مشتہر [illegible]

بعدالت جناب تحصیلدار صاحب تحصیل بلہور ضلع کانپور

نوٹس حسب دفعہ ۱۸ - ایکٹ نمبر ۳ ۱۹۲۶ء

ابو شیام لال زمیندار موضع سکھرپور پرگنہ بلہور ضلع کانپور بنام مسمی ولد بی بی ۔۔ [illegible] برامیت مسمی موضع [illegible] ضلع کانپور ہرگاہ کہ مسمی کو نوٹس دی جاتی ہے کہ مسمی ابو شیام لال زمیندار نے ایک درخواست بنا بر عدم ادائیگی لگان تمہارے اوپر جاری ہونا ہے لہذا تم کو چاہیے کہ اندر ۳۰ یوم تعمیل نوٹس ہذا کے کل روپیہ جس کی تفصیل نیچے درج ہے کل خرچہ مقدمہ کے اندر ۳۰ یوم نوٹس ہذا کے جمع کرو۔

نمبر	رقبہ	لگان	سنہ	مطالبہ	وصول	باقی	سود	میزان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	×	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	سالانہ	[illegible]	[illegible]	×	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	”	[illegible]	[illegible]	×	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	”	[illegible]	[illegible]	×	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳۳۶	[illegible]	”				[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	”						
[illegible]	[illegible]	”						
۱۰۰۵	[illegible]	”						
۱۰۰۶	[illegible]	”						
[illegible]	[illegible]	”						
[illegible]	[illegible]	”						
[illegible]	[illegible]	[illegible]						

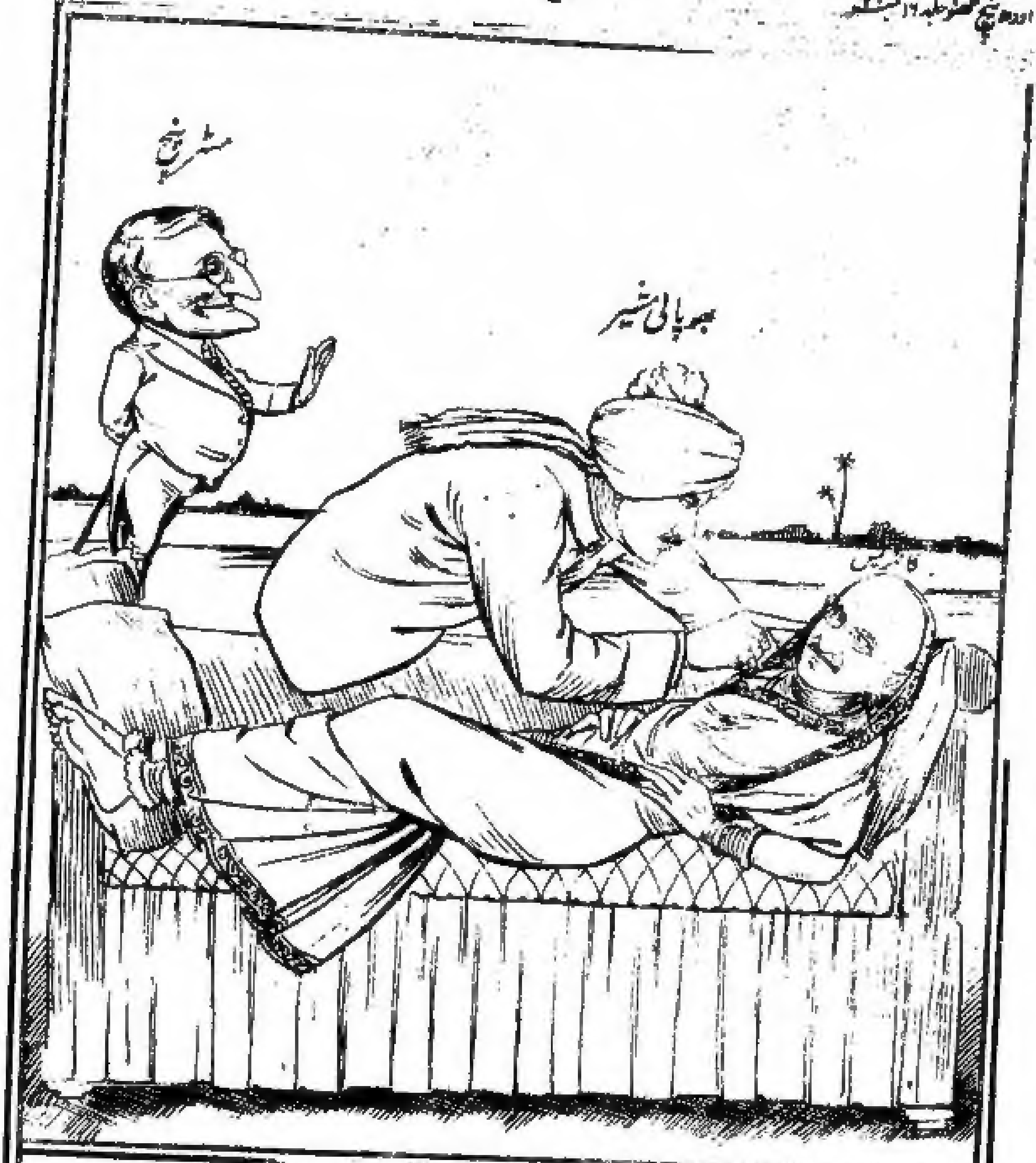
تاریخ پیشی ۱۰ ماہ جون ۱۹۳۳ء

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

نوٹس ۔۔ تنسیخ ۔۔ دار ۔۔ ضلع ۔۔ مقدمہ ۔۔ بنام ۔۔ ضلع اعظم گڑھ ۔۔ جون ۱۹۳۳ء ۔۔ کیا گیا۔

مہر عدالت



کجا شخصیت کجا جمہوریت

مسٹر پنچ: دیکھنا ذری صاحبزادے کی لستانی سے بچنا»



نیک مشورہ
بیگم صاحب! میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر
پائدار خوشبو کے عمدہ عطر درکار ہیں تو
"اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ"
سے طلب فرمائیے اُن کے ٹیلیفون کا نمبر ۱۳۹
اور تار کا پتہ "حنا" لکھنؤ ہے

معروف نے صاحب لازم رکھے تین ہی کام تھے باہر بیٹھے تر مدعی پر باٹتے ! شطرنج گنجفہ چوسر جو بیٹھے دندہ جاتے تو خانپوری صاحب کے پہلو میں آرام کرتے خودیجی کا تاک میں دم ہو گیا - لاؤ روپیہ - لاؤ روپیہ وزیر کال دھماس کے مارے چھٹا جاتا تھا کہ یکیے کیا ہوتا ہے حالانکہ جناب وزارت آپ کی جیب بھی اطلاق معروف سے بدبخی تھی مگر حسد اور بدگمانی بلا ہے - علی سوداگر نے کئی مرتبہ معروف کے کان میں کہا کہ ارے خدا کے بندے کیا ڈھیر تو نے پھیلا یا ہے آخر شہزادہ تاجروں کا دھوکے اور بادشاہ کا دھوکے برابر نہیں - بچا پکڑے جاؤ گے - وہ گت بنے گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا - مگر حسب معمول معروف نے یہی جواب دیا کہ چپ بھی رہو جب سب خزانہ کی حقیقت کیا آتے وہ میں اس سے چوگن مال خزانے میں جمع ہوگا معروف کے انتظار میں چالیس روز گزر گئے آخر ایک سال جشن زفاف بر پا ہوا اور میاں معروف نے خاص خود اندازِ زفاف - پہلو گھونگھٹ کے عرض کیا - عروس کے پاس منہ لٹکائے پہنچے شہزادی نے کہا کیوں جی یہ منہ کیوں سوجا ہوا ہے جواب دیا کیوں - تمہارے باپ نے کیا سمجھ رکھا ہے نہ جو سمجھے ہیں کیا یہ غضب کی بات نہیں کہ سامان ابھی نہیں آیا - مجھے خالی ہاتھوں جشن زفاف میں قدم تک آنا پڑا - واللہ جو مال آچکا ہوتا تو میں اس شان سے آتا کہ سو غلامان زریں کمر کے سر پر خوانا سے پر ہزار ہا جواہر رنگ برنگ ہوتے تمہاری کنیزیں سونے میں مند موتیوں میں - مقید نظر آتیں - تمہارا نازک جسم الماس و یاقوت زمرد و مروارید کی کان بنا ہوتا ۔

وہ دلہن نے تو پھر اس کا غم ہی کیا جب مال آجائیگا بخت دور ہو جائے گی ابھی بیٹھ دل کھولو کھاؤ اور مزہ کرو گے اپنی ایسی تیسی میں ۔ (باقی آئندہ)

مترجم — قا سفر

میں قائل ہوں سہارنپور کے نفاست دکا

(۱) ارے تونڈے تجھے کیا ہو گیا ہے موت کے جلنے پلنگ سے اٹھتے ہی سویرے سے ڈرتے دہے رہا -

کتا دن لگاؤں آگ تو رہی ہوں چولھے پر روٹی کی ہے بہ مشکل سے کھانے - تجھے ڈھائی گھڑی کی ہے جب 2 گز دوہ پڑا رہی ہوں مشکلوں سے تھکا ہے - روتے روتے میری جان ہلکان کر دی - تگوڑوے اور کمانے کا پتا کو تو کھائیگا اب ! ٹا آگ نے جیجلی جو تا آٹھوں لوں چلتے سے تجرا ہوں کر کبھی باتوں بڑائے چنے جنا دکر بھی - سونکھ مرگئی آنکھ پھوٹ گئی بازی لگا تا ہے بادلے ! اے کس مصیبت میں پھنس گئی گویا ان کیڑے جی ہیں ماتھوں کے جی نے مجھے اس طرح میں جکڑ دیا - اور تو نہیں اساری عمر کی جن بچے آدمی کیو نکر رہے - ایسی سہاگن سے تو رانڈ بھلی جینے کو وہ سوتا جیسے ڈھیلی کان اور بیجے تقوں پہ موت بھی تو نہیں آتی - گڑوی بیلی کے لڑو سے تیچ باولا وہ بچاج درزی اور دوہ کچھ - جو ہی کماوت ہے بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ ! کس کس کے نخرے اٹھاؤں - تا ! یا دعا ہی خدا کی یہ دکھ ہوا جاتا - ایک ڈکھ ہو تو آدمی جھیلے - نا ماری ماں برخوردار - روز کہوں جعلی کوئی دھندا کرو جو چار پیسے آویں گھر میں برکت ہو مگر میاں ہیں اس کان سنی اس کان اڑا دی - سارا دن ہی تھلے بازی میں گزار دیا - ادھر بیٹھے ادھر بیٹھ اونگھ جا تھے جا رہا ساتھ جو ہی تو گھر میں قدم رکھا چپلی معصوم ڈٹی کھا کھاٹ پہ سو رہے - نا ماتر مروڑ والے کے شر رسول کے جو کچھ کہوں تو مر جگی کا ٹھا ناک چوٹی کاٹنے کو تیار اسی لی

پچھم جلی اولاد ہے سانپ کے سنپولے ہی ہوں گے لڑکا !

(۲) کیا ہو گیا کا چین کا تو ڈ کہارے کہار سے کہا ہے - پردہ کی گز بڑ - بہو بوا ہی بات اس آوارگی ہائے ان ایسی ہی عورتاں بد نام کرتی ہیں - عطیاریوں کو بھی مات کر دیا جب تیری آوازاں بار جا رہی ہیں کو مجھے بری خبر آتی ہے - یوں ہی جا ہے کہ دو بیرون نے خار رسول کا ڈر نہ شرافت اور برادری کا لحاظ - اللہ پناہ میں رکھے ایسی منہ پھٹ دیدہ دلیل عورتوں سے - پہلے وقتوں میں تو ایسی عورتاں نہیں ہوتیاں تھیں اب یہ نئی بیچ چلی ہے - آزادی کا دا ناگر یزی سلطنت چودھویں صدی جو نہ ہو سو تھوڑا ہے -

(۳) میں نا رو ہو تمہیں کچھ رہی ہوں - گھر میں آئے بات ہے بات رو دانے لگے - بس میرے نموذ کو خدا آتی خوف تمہارے کھانے لگے کسی لائق ہوتے تو خدا جانے کیا کرتے چیتے بھی نہ چھتے - وہ تو اللہ میاں نے کھینچے تو نا خوش ہیں دیئے - اللہ کے نہ دو دو جوان لونڈیاں بیٹھی ہیں تمہیں تو یہ فکر بھی نہیں اگلی آگ مٹ گئی کرو - اللہ تجھے میرے با با جو ماں میرے نام کرتے تھے جو آج آرام سے بیٹھی سکا کر ایک کھا رہی ہوں تو رپے سے پھول چندہ سر رپے آجا رہیں مجھے نہیں تو کوئی کوڑی کو نہ پوچھتا - اور کروٹ کروٹ جنت جو میرے سو ہرے کے حق میں رکھے جو نگی بھی کی ہوں کہ یہ عورت ہے کو نظرے میں گھیرے چیتے پڑے ہوں نہیں تو دور سارے بھری اللہ نکرے تم سے جسم ہوں تو دنیا کیو نکر آباد ہو -



(۳) مجھے ہی سامان چھیڑنے کے لئے کیا رکھا ہے۔ جب گھڑیاں آتی ہوں تو حق دار یہ بھی جانو کہ میرے سر ہو جاتی ہے۔ ہیں کہ کہیں ہوں تو تو نے ہی کچھ بھی کیا ہو۔ بس کیا کہیں تو انکار دوں۔ ایک چیز کا نہ ہو گا سب خواہ آزادوں کو دے۔ بجے تھی بھلی۔ بلا ہر ے تلے بھی ہے جو کچھ ہو سکے ہے کیوں نہ جاؤں جب اس کی بے صبری کا کیا علاج۔

(باقی پھر کبھی)

تبسم خواجہ مجیب الحسین

پنچ ہے نانا جناب کو معلوم ہوگا کہ ۔ مسٹر سرونظر گرگی گفتہ میں نقل کرتا ہے ایک زمانہ شوہرے سے نظر گرگا وہ مشفقہ ذکر ہو۔ غصہ گرگی ہو جب خفا لگ جاتی ہے طبیعت سے لیکن شدید ہو جاتا ہے کوئی سا کن آنکھ نہ عشق سے طے گا ہر تقلید کے شکنجے میں پھنس کر پڑی گیا اور اسی تقلید ایک حرکت کی زیارت سے نجا خبر کی مثال کرنا ہے تو عشق مجاز ہے (رب) آ جاتا ہے تو نہ دیدہ فرمائیے ہے تو بھی ہر گز کی نہ پیش نہ ہے بے پڑے (کلیجے) کچا کے اور ترکے شکار دل میں نکالیں) بسا اوقات تو مستقل نشہ تقلید کے چلتی خواہ اس میں غیر جنس کی موت ہوں معلوم ہوتا ہے ہیں ملا پچھائے اور سینکڑا دل رکھا کے بھی نہ کماؤں اچھا خشی فانی نہ تقاضہ ہے سعدی رانا ضا بپر فطرت کے نے اکی ہم جلد لکھی ہے

چودہ برس کی سخت خانق علامہ فرقہ کہ خود زمین کی دینی تعلقات مقام خیر یہ محترز روئند نقد پر صحیح پہنچ جائے اور اگر انشاء اللہ شعار جو چیز مدد کے پہ نظر گری کمال جیسی آواز میں چلا جاتے تو وہ شفا یہ تقلید کی بجائے بالکل ہو جاتے خیریت گزری۔

امر پر جھگڑے بغیر نکاح کیونکر صحیح ہوا

لکھنؤ کے ضلع میں ایک قصبہ ہے نام دو تکا عقلمندی کیا خاص شہرت رکھتا ہے۔ وہاں کے باشندے عقلی جوڑ میں مساحت کے خاندان بھی رہتے ہیں۔ ایک خاندان مجبوراً مشہور ہے۔ کوئی تقریب جٹی کی یا خوشی کی یا دولہ ہے عقلی دولہ کی بارات بیچ شہر روشنی تھی کی راگ زمانہ دو سال بیا یہ خوش ہاتھ کے جیناکی ہوئی شادی۔ عمر نازنین میں بیاہ ایسے وقت ہو گئے ہے طریق ہو کر بیچ جاؤ اور رنگ غلط پہ ختم ہوئی تھی جیناکی شادی میں اتفاقی اتفاق سے نہیں چلی اور دولہن سسرال میں آ گئی۔ جھٹ تم کرتے پر معلوم ہوا کہ دلہن کے دو نوجوان ساتھیں ہیں سے ایک جوان ہیں نے دعیر ہے۔ جیا محلہ و رسی پانچ لوگ سے یہ کہنے لگ جائے ہم تو کافی نہیں ہے۔ زبرکانی ہے بیاہ ذکر کیجئے۔ حیلہ سوچا کہ نکاح کیونکر حل ہو۔ ایک عقلمند لڑکے فرمانے لگے ہو۔ ولیکن تو ہے تو کرا لکانی

کیا بات نافی ہو یہاں محاسد نہیں ہوگی ایسی رکھتے ہیں اگر میں مجھ آجائیں یا نکاح کس طرح ہے دھیان ہے یا سنت ابھی ہو کچھ کھلی خانمانی تقریر پیش جو ہیں ہوا فاضی صاحب نے حکم لگایا کہ دستور کے خلاف ہے یہ نکاح باطل۔

آج کل اخبار کا تعرض ہے بڑی دھوم کی پر ہیز کرتا ہوں کہ یہاں نہیں ہے ۔ تاج و رنگ ہو اور یہ نہ طلب کر کے سو کی روپے تھی پھر شوہر لگیے ہی سوال ابھی تک پر کے اس کے علاوہ ہیں کہ کہ جوان ہو کر لڑکے کا بیسہ ۔ خود داشتی از تمام پر ایسا ہے جیسے ابی زبانی کا تعرض ہے یہی جنگل ہے ست ہیے خرید رکھی گر یہ بندہ نے انگوٹھی کی مرینہ ہوا دعف دس مطلب بیعت شاد میری کی یہ تم ہے ہو سکتا وہ نفس ہو جائے ایک صاحب کو پہلے سماعت ہو رہی ہے کہ قرض پر پیاس بیکار بیچ پہ انعام لگاتے تھے ۔ دولو نیز پہلے جواہر حق صاحب نانا نے ۔ سو بھی زندہ ہو چکی ہوئی قیمت ۔ تقسیم بند کر دی گئیں اب نہ آپ تک تھا ہو اور خواہ مگر پٹھے صاحب کی تنخواہ وصول نہ ہو جائے یہ معلوم خاموش ہو گئے۔ آنسوؤں کا سیلاب جاری رہیگا اور جب نہیں کہ یہ سوال زیر دیا جائے یہ ہماری تنخواہ اور پیچ کی بحث بند ہو گئی تو یہ جیا کر ریاست باقی کیوں ہے؟

کیوں ریاست کو کنسل آف ایڈمنسٹریشن کے سپرد نہیں کیا اچھا حکومت نے یہ تنگی آ کر ہم مشورہ کچھ دیئے ہیں کہ صاحب ریاست کونسل کے سپرد کر دی گئی۔ ہم ہمارے نگار خصوصی ہیں؟ کی دعوت کے ادو ملکی کرا دی ہوتے ہیں۔ ......

ان پر عمل ہو گا پھر کیا ہو گا صاحب کا انتظام ہے اردو جانتا ہے۔ آدمی ہو کر انگریزی دیا تھا یہ نقل ہے کہ کیونکر نکس ہو اور صحیح کہہ کر گزر آگئی ہو؟ ۔ ما کا فرق یہ ہے بی اے انگریزی میں بھی اپنے زبانی ادا کرتے ہیں مگر صاحب کا جھگڑا تو نکاح صحیح نہیں ہو سکتا نہ یہ معاملات اپنی رہ بھی ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ تحریر کیے جائیں گے۔

واقف ـــــــــــــــ

پنچ نے بھی لکھا ہے کسی کسی کی طرح وصول نہیں ہوا کہ عین جنتر ڈیہہ سے کونسل آف ایڈمنسٹریشن اور جلسہ بھی بورڈنگ بار سے میں ہم نے پوچھا تو انور نے جواب دیا کہ کونسل منظور ہونے کی خبر غلط ہے اور جلسہ بھی فرض اخلاق ہے



گرانڈ کلیرنس سیل ۵۰۰ قیمتی چیزیں دو روپیہ بارہ آنہ میں

وہ چیزیں جو اس نیلام میں دی جاتی ہیں ... ایک رولڈ گولڈ ریسٹ واچ ۔ ایک جیبی ۔ ایک ریسٹ ایک جیبی ۔ ایک کھنگی ۔ ایک خوشبودار صابن ۔ ایک گولڈ گلٹ انگوٹھی ۔ ایک جوڑا گولڈ گلٹ ... ایک جیبی آئینہ ۔ ایک جیب ایک ... ایک ڈائری ایک گلب ایک جوڑا گولڈ گلٹ ... ایک بڑی ... ایک انگریزی پنسل ... لکھنے والی سیاہی کی ٹکیاں ۔ ایک چین ... ایک ... پانی سے اترنے والی تصویریں ... بالوں کے کلپ ۔ ایک جوڑا گلٹ کان کی بالیاں ۔ ایک گولڈ گلٹ ... ایک جوڑا گولڈ گلٹ ... ایک پیپلول ۲۰۰ ٹوپیاں ایک چاقو ایک ... ۵ ... اور ... آرڈر کے ساتھ ... ضروری ہے قیمت معہ لفافات ۲ روپیہ بارہ آنہ ڈاک محصول ... آنہ

پتہ: انڈین سٹور کمپنی نمبر ۲۳ بنیا ٹولہ سٹریٹ پوسٹ باکس ... کلکتہ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ بیچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لے لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اس کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی [illegible] کاغذ پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپادیں جو یہاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم باجہ کی مدد سے کام نکال سکتے ہیں ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز [illegible] اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت [illegible] چھپا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ [illegible] منیجر اودھ پنچ لکھنؤ